مولوی محمد نعیم حقانی *

تیری یاد کب تک رلائے گی، اے فانیؒ!

اللہ اکبر! آج وہ دن بھی آگیا کہ حضرت استاذ محترم کی جدائی کا قصہ لکھ رہا ہوں یہ تو اٹل حقیقت ہے کہ اس جہاں میں ہمیشہ کے لئے کسی نے بھی نہیں رہنا، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا خود ہی فانی ہے جو خود فانی ہو اس میں کوئی باقی کیا رہے گا۔

میرے دل میں تھا کہ کہوں گا میں جو یہ دل پر رنج وملال ہے
وہ جب آ گیا میرے سامنے تو نہ،رنج تھا ،نہ ملال تھا

راقم کو اللہ رب العزت نے استاد محترم کے ساتھ صحبت کا شرف کئی مرتبہ حاصل ہوا ہے کیوں کہ درس گاہ کے علاوہ کبھی حضرت کی رہائش گاہ اور کبھی کمرے میں جاکر ان کی خدمت اور صحبت کا موقع ملا کرتا تھا۔ اکثر لوگوں کی جدائی کا غم آنکھوں سے غمِ اشک روانہ کرتی ہے۔مگر استاذ محترم کا صدمہ صرف آنکھوں سے غمِ اشک نہیں بلکہ غمِ اشک کے سمندر میں دل کو ڈبو کر تڑپا رہی ہے۔ پی گئی کتنوں کا لہو تیری یاد غم تیرا کتنے کلیجے کھا گیا

حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی صاحبؒ کی اس دنیا سے رحلت کی خبر جب ۲۶ فروری بروز بدھ صبح کی نماز کے بعد جامعہ تک پہنچی تو علماء اور طلباء کے جگر کٹ گئے ،قدم لڑکھڑا گئے ،چہرے مرجھا گئے، آنکھیں اشک خون بہانے لگیں ،آنسوؤں کی بونداباندی ہورہی تھی اللہ تعالی نے حضرت استاذ محترمؒ کو عجیب صفات وکمالات سے نوازا تھا جو متنوع تھیں ۔

کہیں میں غنچہ ہوں واشد سے اپنی خود پریشان ہوں کہیں گوہر ہوں اپنی موج میں میں آپ عطا ہوں
کہیں میں ساغر گل ہوں،کہیں میں شیشہ مل ہوں کہیں میں شور قلقل ہوں کہیں میں شور مستاں ہوں
کہیں میں برق خرمن ہوں کہیں میں ابر گلشن ہو کہیں میں اشک دامن ہوں کہیں میں چشم گریاں ہوں
کہیں میں عقل آداء ہوں کہیں ممنون رسوا ہوں کہیں میں پیر دانا ہوں ،کہیں میں طفل ناداں ہوں
کہیں میں سر سرو موزوں ہوں،کہیں میں بید ممنون ہوں کہیں گل ہوں ظفر میں اور کہیں خار بیاباں ہوں

---

* متخصص بجامعہ دار العلوم حقانیہ

اب حضرتؒ اس دار فانی سے چلے گئے ،اسی لیے اکثر لوگوں کو معلوم نہیں کہ ان کے جانے سے کیا کچھ اجڑ گیا ہے۔اگر اس ویران بستی کا راز پوچھنا ہوں تو حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کے پوتے مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کے صاحبزادے مولانا راشد الحق صاحب سے پوچھوں۔کہ جو ہر وقت استاذ محترم کے پاس ہوتے۔کہ جب انکو وفات کی خبر پہنچی تو حضرت کی ہر ادا ان کی آنکھوں سے ٹپک رہی تھی۔

حضرت کیساتھ درجہ خامسہ سے لیکر تا وفات کافی تعلق تھا،کیونکہ وہ اکثر مواقع پر عجیب انداز میں تربیت اور رہنمائی فرماتے تھے جب بھی راقم اپنے ہم سبق دوستوں مولانا عبداللہ حقانی اور مولانا محمد جان حقانی کیساتھ عشاء کے وقت حضرت کے گھر حاضر ہوتے تو حضرت کے چہرے پر خوشی کے آثار دکھائی دیتے اور اپنے اشعار کے گلدستے سے کچھ اشعار خود پڑھ کر سناتے تھے کبھی فرماتے تھے کہ تم لوگوں میں بھی کوئی اشعار یاد کرنے کا شوق ہے یا کہ صرف مجھ سے سنتے رہو گے؟ ایک مرتبہ راقم نے حضرت سے ایک کتاب کے متعلق غرض کیا کیونکہ کے شروع سے راقم کی یہی عادت ہے کہ فن کے کتاب کے متعلق اس فن کے ماہر سے پوچھتا رہا ہے تو حضرت سے ''کلیاتِ ساغر'' کے متعلق پوچھا کہ حضرت میں یہ کتاب خرید لینا چاہتا ہوں۔کیسا ہے خرید لوں کہ نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ ہم ایک مرتبہ سیر کیلئے سوات کے کسی علاقے میں گئے تھے تو ساتھی کسی دوسری جگہ جا رہے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ حضرت آپ ایک دن کیلئے ادھر ٹھہرے حضرت نے فرمایا کہ ٹھیک ہے میں ادھر رہوں گا۔لیکن مجھے ایک قرآن اور ایک ''کلیات ساغر'' دیدو۔پھر اگر میں یہاں پر تمہارے بغیر ایک مہینہ بھی رہوں تو ان دو کتابوں کے ہوتے ہوئے مجھے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔(اللہ اکبر)

حضرت استاذ محترم نے راقم کی ڈائری میں یہ اشعار خود اپنے دستِ مبارک سے لکھے تھے۔

زمانہ معترف ہے اب ہماری استقامت کا
نہ ہم سے قافلہ چھوٹا نہ ہم نے رہنما بدلا
راہ الفت میں گو ہم پر بہت مشکل مقام آئے
نہ ہم منزل سے باز آئے نہ ہم نے راستہ بدلا

ساغر کے اس شعر کے ٹکڑے پر اس مضمون کا اختتام کرتا ہوں۔

چمن میں غنچے کھلے ہوئے ہیں مگر نگار چمن نہیں ہے
نگاہ میں وسعتیں نہیں ہیں خیال میں بانکپن نہیں ہے

باب چہارم:

مولانا محمد ابراہیم فانی صاحبؒ

علمی،ادبی تصنیفی اورتالیفی خدمات اورافکاروتاثرات

تاریخ میرے نام کی تعظیم کرے گی
تاریخ کے اوراق میں تابندہ رہوں گا
میں زندہ و جاوید ہوں پائندہ رہوں گا